FLOW CHART — MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط — نظمِ جلی

21- سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاء

آیات : 112 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 8
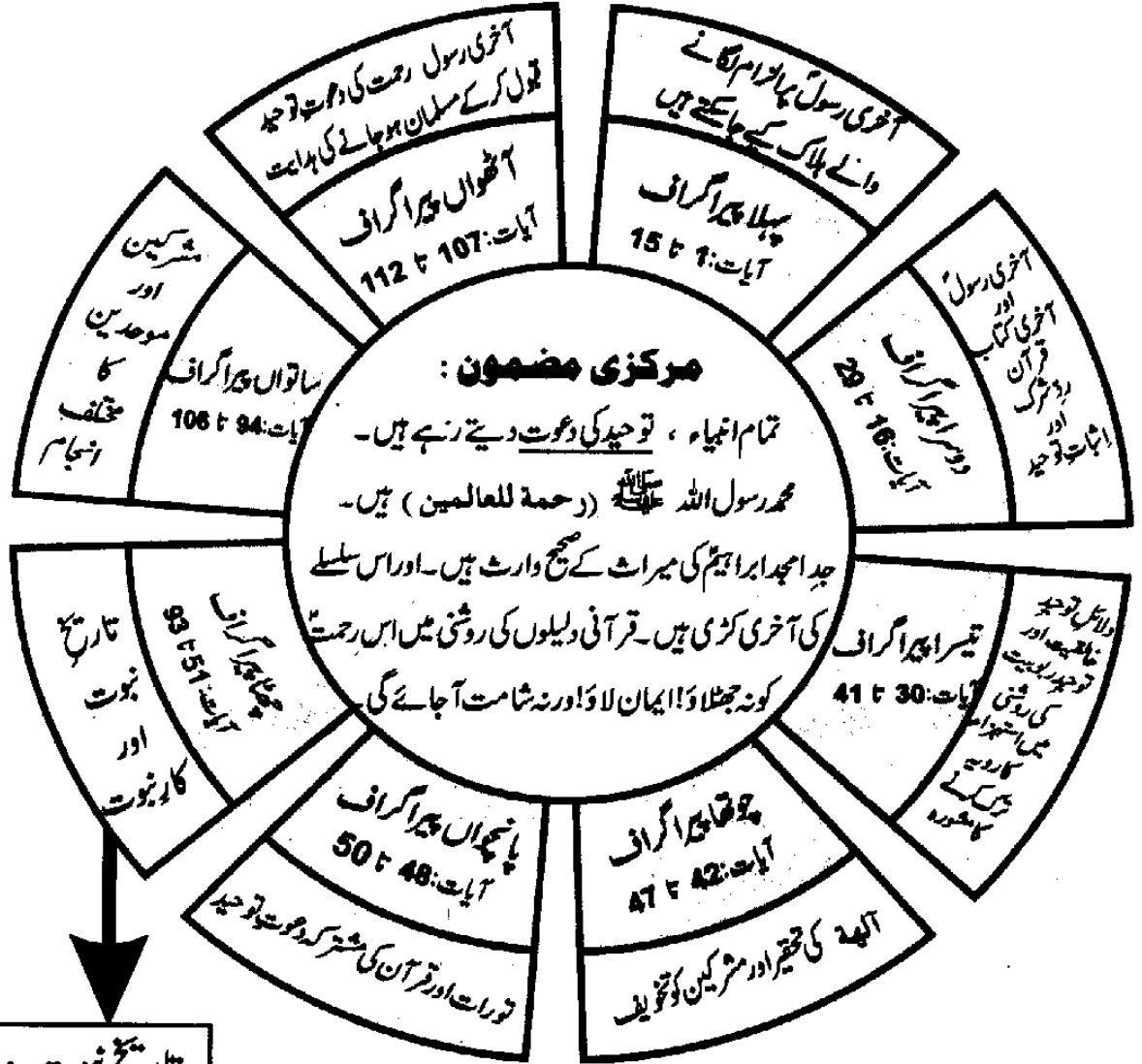
قصۂ ابراہیمؑ (50 تا 71) ، اسحٰقؑ ویعقوبؑ اور کارِ رسالت (72 تا 73) ، قصۂ لوطؑ (74,75) ، قصۂ نوحؑ (76,77) ، قصۂ سلیمانؑ و داؤدؑ (78 تا 82) ، قصۂ ایوبؑ (83,84) ، اسمٰعیلؑ، ادریس و ذوالکفل (85,86) ، ذوالنون یونسؑ (87,88)، زکریا و یحییٰ (89,90) ، مریم و عیسیٰؑ (91) ، رسولوں کی دعوتِ توحید (92,93)، رسول اللہ ﷺ (107)

زمانہ نزول: سورت ﴿ الانبیاء ﴾ غالباً 9 یا 10 نبوی میں، مکۃ المکرمہ میں سورۃ ﴿المؤمنون﴾ کے ساتھ نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے جارہے تھے کہ یہ شاعر ہیں، ﴿ مُفتَرِی ﴾ ہیں، رسول نہیں، محض بشر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات میں تاریخ انبیاء اور منصب نبوت کے بارے میں تعلیم ضروری تھی۔ یہ وہی دور تھا، جب اہلِ توحید اور اہلِ شرک کے درمیان سخت کشمکش برپا تھی، چنانچہ آخری آیت میں اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا گیا ہے۔

سورۃُ الانبیاء کا کتابی ربط

1۔ سورۃ ﴿مریم﴾ میں عیسائیوں سے ﴿مجادلہ﴾ کر کے انہیں عقیدۂ تثلیث ترک کرنے اور خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

2۔ سورۃ ﴿طٰہٰ﴾ میں یہودیوں سے ﴿مجادلہ﴾ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی سے استدلال کر کے انہیں دعوتِ اسلام دی گئی تھی۔

3۔ پچھلی دو سورتوں میں حضرتِ عیسیٰؑ اور حضرتِ موسیٰؑ کے حوالے تھے۔ یہاں سورت ﴿الانبیاء﴾ میں کئی پیغمبروں کا اجمالی اور حضرت ابراہیمؑ کا تفصیلی ذکر کر کے، اس سلسلے کی آخری کڑی ﴿رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

4۔ یہاں سورت ﴿الانبیاء﴾ میں مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کی زمین تنگ کی جارہی ہے، مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

5۔ اگلی سورۃ ﴿حج﴾ میں ان کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ سورۃ الانبیاء میں کئی نبیوں کا نام لے کر بتایا گیا کہ یہ سب نیک انسان اور اللہ کے ﴿منتخب بندے﴾ ہوتے ہیں، جن پر ﴿وحی﴾ کی جاتی ہے۔

موسیٰ (آیت:48)، ہارونؑ (آیت:48)، ابراہیمؑ (آیت:51)، اسحٰقؑ (آیت:72)، یعقوبؑ (آیت:72) لوطؑ (آیت:74) نوحؑ (آیت:76)، داؤدؑ (آیت:78) سلیمانؑ (آیت:78)، ایوبؑ (آیت:83) اسمٰعیلؑ (آیت:85)، ادریسؑ (آیت:85)، ذاالکفل (آیت:85)، ذالنون یونسؑ (آیت:87) زکریاؑ (آیت:89) یحییٰؑ (آیت:90)، عیسیٰ ابن مریمؑ (آیت:91) اور رسول اللہ ﷺ (آیت:107)۔

2۔ اس سورت میں، مختلف انبیاء کا نام لے کر، اجمالاً ﴿انبیاء کی دعوت﴾ اور اُن کے کردار پر روشنی ڈالی گئی۔

(a) تمام انبیاء بشر تھے۔ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ انہیں بھی موت آتی تھی، انہیں ﴿خلود﴾ عطا نہیں کیا گیا۔

﴿وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ﴾ (آیت:8)

﴿وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ الۡخُلۡدَ﴾ (آیت:34)

(b) تمام انبیاء کو وحی کی گئی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی اور ﴿الٰہ﴾ نہیں ہے، لہٰذا صرف ایک اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کی جانی

چاہیے۔(آیت:25)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾

(c) تمام انبیاء ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے، لوگوں کے امام اور لیڈر بن کر ان کی ہدایت کیا کرتے تھے۔

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾(آیت73)

(d) تمام انبیاء، نیکیوں پر مشتمل کام کیا کرتے تھے اور نیکی کے کاموں ﴿الخیرات﴾ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ﴾(آیت:73)،﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ﴾(آیت:90)

(e) تمام انبیاء کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیا گیا تھا اور وہ ان پر عامل تھے۔

﴿وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ﴾(آیت:73)

(f) اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو نیک اور ﴿صالح﴾ بناتا ہے، وہ اعلیٰ کردار کے حامل ہوتے ہیں۔

﴿وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ﴾ (آیت:72)۔﴿اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾(آیت: 86)۔

(g) تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے سچے اور وفادار بندے اور پکے ﴿عبادت گذار﴾ ہوتے ہیں۔ ﴿وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ﴾(آیت:73)

(h) تمام انبیاء انتہائی شوق ورغبت اور خوف ورہبت کے ساتھ اللہ کے حضور ﴿دعائیں﴾ مانگتے تھے۔

﴿وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا﴾(آیت:90)

(i) تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے ﴿خاشعین﴾ ہوتے ہیں۔

﴿خشوع﴾ دل ودماغ میں عاجزی کی وہ کیفیت ہے، جس کے اثرات بدن پر نمایاں ہوتے ہیں۔

﴿وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ (آیت:90)

(j) تمام انبیاء صبر واستقامت کا پیکر ہوتے ہیں۔ مشکل حالات میں اعلیٰ درجے کے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور توحید پر ڈٹ جاتے ہیں۔

﴿كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾(آیت:85)

(k) تمام انبیاء کی ایک ہی ملت ہے۔ ان کا ایک ہی خاندان ہے، سب اللہ کے بندے اور اس کی حکومت کے نمائندے اور سفیر ہوتے ہیں۔

3۔ ﴿رسول اللہ ﷺ کا مذاق﴾

(a) مشرکینِ مکہ کو خبردار کیا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی مذاق بنالیتے اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے خداؤں کو برا

بھلا کہتے ہیں۔

﴿وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا، اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ؟﴾ (آیت:36)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ وہ دل جمعی رکھیں۔ تمام پچھلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جاتا رہا ہے۔

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (آیت:41)۔

4۔ ﴿رسول اللہ پر الزامات﴾

(a) رسول اللہ ﷺ پر مشرکین نے یہ طنز کیا کہ یہ تو آپ لوگوں کی طرح کے ایک انسان کے علاوہ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ﴿هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ؟﴾ (آیت:3)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے وحی مبارک کو سن کر مشرکین نے کہا کہ یہ پراگندہ خواب ہیں۔

﴿بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ﴾ (آیت:5)۔ وہ کہتے ہیں "بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں

(c) آپ ﷺ پر الزام عائد کیا گیا کہ اس قرآن کو نعوذ باللہ آپ نے گھڑ لیا ہے۔ ﴿بَلِ افْتَرٰهُ﴾ (آیت:5)۔

(d) آپ ﷺ پر الزام عائد کیا گیا کہ آپ ایک شاعر ہیں۔ ﴿بَلْ هُوَ شَاعِرٌ﴾ (آیت:5)۔

(e) مشرکینِ مکہ کو جواب دیا گیا کہ کوئی رسول بھی کھانے پینے سے بے نیاز نہیں ہوتا اور کوئی رسول بھی ابدی زندگی لے کر نہیں آتا۔ ﴿وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ﴾ (آیت:8)۔

اُن رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں ، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے۔

5۔ ﴿تخلیقِ کائنات اور تخلیقِ انسان کا ایک خاص مقصد ہے﴾

انسان کی تخلیق کا مقصد خیر و شر کی آزمائش ہے۔ انسان کو خیر و شر کی آزادی (Freedom of Choice) عطا کی گئی ہے۔

(a) سورۃ الانبیاء میں وضاحت کی گئی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کھیل تماشا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالی کی منصوبہ بندی کے عین مطابق ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ﴾ (آیت:16)۔

(b) انسان کی تخلیق کا مقصد خیر و شر کی آزمائش ہے، اسے سکھ دکھ میسر ہوں گے۔ لہٰذا مرنے کے بعد اللہ کے پاس حاضر ہو کر جواب دینا ہوگا۔ (آیت:35)۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ، وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾

6۔ ﴿زمین وآسمان کے بارے میں عجیب وغریب انکشاف﴾

زمین وآسمان کے بارے میں یہ عجیب وغریب انکشاف کیا گیا کہ یہ دونوں پہلے آپس میں جڑے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جدا کردیا۔

چودہ سو سال پہلے کیا گیا یہ انکشاف، ہمارے دور کے سائنس دانوں کے نظریہ Big Bang Theory سے کس قدر مشابہ ہے؟ (آیت:30)۔

﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا ، فَفَتَقْنٰهُمَا﴾

7۔ ﴿پانی کے بارے میں عجیب وغریب انکشاف﴾

پانی کے بارے میں یہ عجیب وغریب انکشاف کیا گیا کہ ہر زندہ چیز کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا ہے، انسانوں سے ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ، اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ؟﴾ (آیت:30)۔

سورۃ الانبیاء کا نظمِ جلی

سورۃ الانبیاء آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 15: پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ پر جھوٹے الزامات عائد کرنے والوں کو ﴿ہلاکت کی دھمکی﴾ دی گئی

(a) اس حصے میں غافل اور لاپروا مشرکینِ مکہ کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کے محاسبے کا وقت آچکا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات عائد کررہے تھے کہ محض ایک ﴿بشر﴾ ہیں (بھلا ایک بشر رسول کیسے ہوسکتا ہے؟) کبھی کہتے کہ یہ ﴿پراگندہ خواب﴾ ہیں۔ کبھی کہتے کہ اس قرآن کو آپ نے گھڑ لیا ہے۔ کبھی کہتے کہ یہ ﴿شاعر﴾ ہیں اور مطالبہ کرتے کہ پچھلے رسولوں کی طرح کا کوئی حسی معجزہ دکھایا جائے انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

(b) مشرکینِ مکہ کو منصبِ رسالت کی نوعیت کو سمجھاتے ہوئے بتایا گیا کہ سابقہ تمام رسول انسان ہی تھے، اہلِ کتاب کے علماء سے دریافت کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ تمام رسول کھاتے پیتے تھے اور ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ تھے۔ آمدِ رسول سے کشمکش کا آغاز ہوجاتا ہے۔ ایمان لانے والوں کو بچا کر مسرفین کو ہلاک کردیا جاتا ہے۔

(c) قریشِ مکہ کو بتایا گیا کہ اب اللہ نے ایک کتاب اتاری ہے، جس میں خود ان کے لیے یاددہانی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ﴾۔ پھر انہیں ظالم لوگوں کی ہلاکت کا نقشہ کھینچ کر ڈرایا گیا۔

2- آیات 16 تا 29: دوسرے پیراگراف میں، ﴿توحید کا اثبات﴾ اور ﴿شرک کی تردید﴾ کی گئی۔

(a) اس حصے میں بتایا گیا کہ تخلیقِ کائنات کا ایک مقصد ہے، اسے کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ حق کو

باطل پر دے مارے گا۔ باطل مٹ جائے گا۔ دنیا کو کھیل تماشا سمجھنے والوں کے لیے تباہی ہے۔

(b) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھنے والے اللہ سے غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ زمین اور آسمانوں کے فرشتے اور اللہ کے مقرب فرشتے دم لیے بغیر اللہ کی بے عیبی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی عبادت سے نہیں تھکتے۔
زمین کو سیراب کرنے والے خدا الگ نہیں ہیں۔

(c) توحید کی عقلی دلیل پیش کی گئی اور فرمایا گیا کہ اگر زمین کے خدا الگ ہوتے اور آسمان کے خدا الگ ہوتے تو زمین وآسمان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ عرش کا مالک اللہ ان منسوب کردہ غلط صفات سے پاک ہے۔ وہ کسی کے آگے جواب دہ نہیں۔ بلکہ سب اس کے آگے جواب دہ ہیں۔ اللہ کے علاوہ دیگر خداؤں کو ماننے والوں کو دلیل پیش کرنا چاہیے۔

(d) ہر رسول توحید عبادت کی دعوت دیتا ہے: ماضی میں جتنے بھی رسول بھیجے گئے ہیں ان سب پر اللہ نے یہی وحی کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ ہی کی عبادت کی جانی چاہیے۔

(e) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینے والے مشرکین سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان الزامات سے پاک ہے۔ فرشتے تو اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ اللہ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ فرشتے صرف ان لوگوں کی شفاعت کریں گے، جنھیں اللہ پسند فرمائے گا۔ فرشتے اللہ کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں۔ جو کہے ﴿میں الہ ہوں﴾ اسے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

3- آیات 30 تا 41: تیسرے پیراگراف میں، ﴿توحید کی آفاقی دلیلیں﴾ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کو دھمکی دی گئی ہے۔

(a) اس حصے میں توحید کی آفاقی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ آسمان، زمین، پانی، پہاڑ اور پہاڑی دروں سے استدلال کیا گیا کہ وہی رات دن اور چاند سورج کا ﴿خالق﴾ ہے۔ ہر ایک اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔

(b) رسولوں کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ انہیں لافانی زندگی عطا نہیں کی جاتی۔ ہر انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ انسان کو خیر اور شر کے امتحان سے آزمایا جا رہا ہے اور موت کے بعد اللہ کے ہاں واپسی ہوگی۔

(c) مشرکین پر فردِ جرم عائد کی گئی کہ وہ رسولِ کریم ﷺ کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں اور طنز کرتے ہیں کہ آپؐ معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں ﴿ يَذۡكُرُ ءَالِهَتَكُمۡ ﴾۔ اور خود ان کا یہ حال ہے کہ خدائے رحمان کے ذکر کا انکار کر رہے ہیں۔

(d) منکرینِ قیامت اس کا وقت پوچھتے ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ یہ دوزخ کی آگ سے نہ اپنے چہروں کو بچا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں کو۔ ان کی مدد کہیں سے نہ ہوگی۔ قیامت کی آفت اچانک آئے گی اور انہیں حیران کر

دے گی یہ نہ تو اسے رد کر سکیں گے اور نہ انہیں مزید مہلت ملے گی۔

(e) رسول کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ پچھلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جاتا رہا ہے، پھر وہ عذاب میں گھر گئے۔

4- آیات 42 تا 47 : چوتھے پیراگراف میں، مشرکین کے خودساختہ خداؤں ﴿آلِـهَـة﴾ کی بے بسی بیان کر کے انہیں تنبیہ کی گئی کہ ان کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ﴿مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا﴾۔

(a) اس حصے میں مشرکینِ مکہ سے ﴿مجادلہ﴾ ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کون سا خدا اللہ کی گرفت سے تمہاری حفاظت کر رہا ہے؟ کیا کوئی دوسرا خدا ان کو بچا سکتا ہے؟ وہ تو خود اپنی مدد کی استطاعت بھی نہیں رکھتے۔ مشرکینِ مکہ پر فردِ جرم عائد کی گئی کہ یہ موروثی اور خاندانی امارت پر نازاں ہیں، لیکن اب اسلام پھیل رہا ہے اور مشرکین کی زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بہت دیر تک غالب نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

(b) رسول اللہ ﷺ وحی کے ذریعے سے لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں، ﴿اِنَّمَا اُنۡذِرُكُمۡ بِالۡوَحۡيِ﴾ لیکن بہرے اس پکار کو کیسے سن سکتے ہیں؟ یہ پچھتائیں گے۔

قیامت کے دن عدل ہوگا۔ رائی کے برابر عمل بھی لا کر دکھایا جائے گا اور محاسبے کے لیے اللہ کافی ہے۔

5- آیات 48 تا 49: پانچویں پیراگراف میں، یہ بات ثابت کی گئی کہ تورات اور قرآن دونوں کتابوں کی تعلیمات کی روشنی میں ﴿عقیدۂ توحید﴾ اور ﴿عقیدۂ آخرت﴾ اختیار کر لینا چاہیے۔

اس حصے میں بتایا گیا کہ پہلے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو فرقان ﴿تورات﴾، روشنی اور یاددہانی سے نوازا تھا اور اب ایک بابرکت ذکر (قرآن) محمد ﷺ پر نازل کیا گیا تو کیا مشرکینِ مکہ اس کا انکار کریں گے؟ تقویٰ رکھنے والے لوگ تو اللہ غیب اور قیامت پر ایمان لا کر اللہ سے ڈرتے ہیں اور خوفِ قیامت سے لرزاں رہتے ہیں۔

6- آیات 50 تا 93 : چھٹے پیراگراف میں، ﴿کئی انبیاء﴾ کا ذکر کر کے ان کے کردار اور ان کی دعوت پر روشنی ڈالی گئی

(a) ﴿حضرت ابراہیمؑ کی توحیدی خدمات﴾ اس حصے کی ابتدائی چوبیس آیات (50 تا 73) میں مشرکین کے جدِامجد حضرت ابراہیمؑ کے عقیدۂ توحید کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ عقیدۂ توحید کے سلسلے میں انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے مناظرہ کیا، جو باپ دادا کی اندھی تقلید میں مبتلا تھی۔ عقلی دلیلیں پیش کیں۔ خود غور و فکر سے کام لیا اور دوسروں کو غور و فکر کی دعوت دی۔ ان سے پوچھا کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی عبادت کرنا چاہتے ہو؟ جو فائدہ اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ عزیمت اور جرأت سے کام لیا۔ بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ چنانچہ آگ میں جھونکے گئے۔ اللہ نے انہیں بچا لیا۔ مشرکین کی سازشیں ناکام ہوئیں۔ حضرت لوطؑ کے ساتھ ارضِ مقدس کی طرف ہجرت کی۔ آزمائش سے گزرے۔ اللہ نے ان پر انعام کیا اور بیٹے اسحاقؑ اور پوتے یعقوبؑ سے نوازا۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ نبی انسان ہوتا ہے، آزمائشوں سے گزرتا ہے، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(b) ﴿دیگر انبیاء کا کردار اور ان کی خدمات﴾ اس کے بعد آیات (74 تا 93) میں کئی انبیاء کا ذکر اختصار کے ساتھ کر کے بتایا گیا کہ یہ سب اللہ کے نیک، صالح، شاکر، صابر اور خاشع بندے تھے۔

- حضرت لوطؑ خبائث میں مبتلا ایک قوم سے برسرِ پیکار رہے۔ بالآخر اللہ نے نجات دی اور رحمت میں داخل ہوئے۔
- حضرت نوحؑ بھی اپنی قوم میں مسلسل دعوت کا کام کرتے رہے۔ اللہ سے مدد طلب کرتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے پیروکاروں کو بچالیا۔
- حضرت داودؑ و سلیمانؑ کو علم و حکم کی نعمتیں عطا کی گئیں۔ حضرت داودؑ کو خوش الحانی عطا کی پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ہم نوا ہو جاتے۔ انہیں ہنر سکھایا کہ فوج کے لیے آہنی لباس تیار کرتے تھے۔
- حضرت سلیمانؑ کے لیے ہواؤں کو مسخر کر دیا۔ جنات ان کے تابع تھے۔
- حضرت ایوبؑ کو تکلیف سے نجات دی۔ ان کی دعائیں قبول کیں۔
- حضرت اسماعیلؑ و ادریسؑ و ذوالکفلؑ کو ان کی صبر و استقامت اور نیک چلنی کے سبب اپنی رحمت میں داخل کر لیا۔
- مچھلی والے حضرت یونسؑ کو نجات دی، جب انہوں نے اپنی لغزش کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

  ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ، سُبۡحٰنَكَ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ﴾۔
- حضرت زکریاؑ کی دعا قبول فرما کر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا، ان سب کا اللہ سے مضبوط تعلق تھا۔ یہ سب بزرگ شوق اور خوف کے ملے جلے جذبات اور خشوع کے ساتھ اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ جیسی پاک دامن خاتون کو حضرت عیسیٰؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا۔

(c) حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام پیغمبر بشر ہوتے ہیں، خدا نہیں ہوتے۔ لغزشوں پر توبہ اور استغفار کرتے ہیں۔ صابر و شاکر ہوتے ہیں۔ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے جرأت و عزیمت سے کام لیتے ہوئے قوم کی مخالفتوں کا سامنے کرتے ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بہت مضبوط ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ ان پر اعتراضات اور الزامات کے بجائے ان کی قدر و منزلت پہچاننے کی کوشش کی جائے۔

اس حصے کے آخر میں بتایا گیا کہ ان تمام انبیاء کی ایک ہی امت ہے ﴿اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ اور ان سب کا خدا بھی ﴿اللہ﴾ ہی ہے اور اُسی کی ﴿عبادت﴾ کی جانی چاہیے، لیکن بعد میں لوگوں نے دین کے ٹکڑے کر دیے۔ جو شخص ایمان کے ساتھ نیک کوششیں کرے گا، اس کی محنت بیکار نہیں ہوگی۔

7- آیات 94 تا 106 : ساتویں پیراگراف میں، بتایا گیا کہ ﴿اہلِ توحید﴾ اور ﴿اہلِ شرک﴾ کا انجام یقیناً مختلف ہوگا

(a) اہلِ شرک کا انجام: اس حصے میں بتایا گیا ہے کہ ضدی لوگ عذابِ الٰہی سے پہلے رجوع نہیں کرتے۔ قیامت سے پہلے یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا۔ قیامت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ کافر اس وقت پچھتائیں گے۔ مشرکین

سے کہا گیا وہ بھی اور ان کے بت بھی (اور اُن کے وہ لیڈر بھی، جو خدائی میں شریک ہونا چاہتے تھے) ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ یعنی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ دوزخ میں وہ اس طرح چلاّئیں گے کہ کوئی فریاد نہیں سن سکے گا۔

(b) اہلِ توحید کا انجام: نیک لوگ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے۔ دل پسند عیش میں ہوں گے۔ ان پر گھبراہٹ طاری نہ ہوگی۔ فرشتے ان کا خیر مقدم کریں گے۔

(c) قیامت کی عقلی دلیل پیش کی گئی کہ جس نے تخلیق کا ﴿آغاز﴾ کیا تھا، وہی اللہ ﴿اعادہ﴾ کرے گا۔ قیامت ہو کر رہے گی۔ ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ (آیت:104)

8- آیات 107 تا 112: آٹھویں اور آخری پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ﴿ساری کائنات کے لیے رحمت﴾ قرار دے کر آپ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔

(a) آخری حصے میں مسلمانوں کو خوشخبری سنائی گئی کہ ﴿انہیں زمین میں اقتدار حاصل ہوگا﴾ یہ بشارت زبور میں لکھ دی گئی تھی ﴿اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾

(b) مشرکینِ مکہ کو سمجھایا گیا کہ وہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قدر پہچانیں۔ آپؐ سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ہیں اور تمام اہلِ عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾۔ آخری پیغمبر کے بعد قیامت ہی کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگوں کے لیے ایک آزمائش ہو یا پھر فائدہ اٹھانے کے لیے ایک مہلت ہو۔ ساری دنیا سے مطالبہ کیا گیا کہ کیا وہ اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہے؟ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؟﴾

(c) آخری آیت: توحید و شرک کی کشمکش کے ماحول میں رسول اللہ ﷺ کی دعا نقل کی گئی: "اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ مشرکینِ مکہ کے خود ساختہ شرک پر ہم اپنے رحمٰن رب ہی سے مدد طلب کر سکتے ہیں۔"

﴿رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ، وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾

مرکزی مضمون

تمام انبیاء، توحید اور آخرت کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ آخری رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ﴿رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ہیں۔ جدِ امجد ابراہیمؑ کی میراث کے صحیح وارث ہیں اور اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ قرآنی دلیلوں کی روشنی میں اس رحمت کو جھٹلانے اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔